106513 ـ ایك بیوی كی باری كی رات یا دن دوسری بیوی كے پاس جانا

سوال

كیا دوسری بیوی كی باری كے دن خاوند پہلی بیوی كے حالات كا اطمنان كرنے جا سكتا ہے كیونكہ وہ مریض ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

جس بیوی كی باری ہو اس كے گھر سے نكل كر كسی دوسری بیوی كے گھر جانے میں تفصیل پائی جاتی ہے:

ا ـ اگر دن كے وقت نكلا جائے اور تقسیم رات كی ہو تو پھر ضرورت كے وقت ایسا كرنا جائز ہے، مثلا وہاں سامان وغیرہ دینا، اور اسے اخراجات دینا اور اس كی خبر گیری كرنا اور تیماری داری كرناوغیرہ كیونكہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا كی حدیث میں بیان ہوا ہے كہ:

" رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم میں ہمارے پاس ٹھرنے میں كسی ایك كو بھی فضیلت نہ دیتے تھے، اور روزانہ نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب كے پاس آتے اور ہر ایك كے قریب ہوتے لیكن اس سے جماع نہ كرتے، حتی كہ جس عورت كی باری ہوتی اس كے گھر پہنچ جاتے.

جب سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالی كی عمر زیادہ ہو گئی اور رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چھوڑنا چاہا تو انہوں نے عرض كیا: اے اللہ تعالی كے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری باری عائشہ كے لیے ہے، تو رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے یہ قبول كر لیا "

سنن ابو داود جدیث نمبر(2135) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے حسن صحیح قرار دیا ہے.

اور خاوند كے لیے جائز ہے كہ وہ جب كسی دوسری بیوی كے پاس جائے تو جماع كے بغیر استمتاع كر سكتا ہے؛ كیونكہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان كرتی ہیں كہ:

" رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم میری باری كے علاوہ دوسرے دنوں میں میرے پاس آتے اور مجھ سے جماع كے علاوہ باقی سب كچھ حاصل كرتے "

علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل (2023) میں اسے حسن قرار دیا ہے.

خاوند کو چاہیے کہ وہ ایك بیوی کی باری والے دن دوسری بیوی کے پاس جائے تو زیادہ دیر مت ٹھرے، اوراگر وہ اس کے پاس زیادہ دیر ٹھرے گا تو باری کی قضا کرنا ہو گی.

ب ۔ لیکن رات کے وقت کسی دوسری بیوی کے پاس جانا جائز نہیں صرف ضرورت کے وقت ایسا ہو سکتا ہے، مثلا بیمار ہو یا پھر درد کی شدت اور جلنے اور ڈاکے وغیرہ کا ڈر ہو تو جائے اور جلد واپس آ جائے لیکن اگر وہ زیادہ دیر رہے تو پھر باری کی قضا کرنا ہو گی.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" بیوی کی باری کے وقت میں اس کی سوکن کے پاس جانے کا مسئلہ: اگر تو رات کے وقت ہو تو ایسا کرنا جائز نہیں لیکن ضرورت کی حالت میں جائز ہو گا مثلا بیوی موت و حیات کی کشمکش میں ہو اور خاوند اس کے پاس جانا چاہتا ہو، یا پھر بیوی نے اس کی وصیت کی ہو، یا اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو اگر وہ ایسا کرے اور وہاں دیر دیر ٹھرے بغیر واپس آ جائے تو قضا نہیں، لیکن اگر وہ وہیں رہے حتی کہ وہ تندرست ہو جائے تو دوسری بیوی کی باری میں اتنی دیر ہی رات کو اس بیوی کے پاس رہے گا.

اور اگر وہ بغیر کسی ضرورت کے جاتا ہے تو گنہگار ہو گا اور قضا میں حکم یہ ہے جیسا کہ اگر ضرورت کی بنا پر جاتا ہے تو تھوڑے سے وقت کی قضا کا کوئی فائدہ نہیں.

لیکن اگر کسی دوسری بیوی کی باری میں دن کے وقت اور بیوی کے پاس جائے تو ضرورت کی بنا پر جائز ہے، مثلا اخراجات دینے یا بیمارپرسی کرنے یا کسی کام کے متعلق دریافت کرنے، یا پھر زیادہ دیر ہو گئی ہو تو ملنے جا سکتا ہے.

اس کی دلیل عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی یہ حدیث ہے وہ بیان کرتی ہیں:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری باری کے علاوہ دن میرے پاس آیا کرتے تھے اور جماع کے علاوہ سب کچھ حاصل کرتے "

اور جب وہ باری کے علاوہ دوسری باری کے پاس جائے تو اس سے جماع مت کرے، اور نہ ہی اس کے پاس زیادہ دیر رہے کیونکہ اس سے رہنا حاصل ہوتا ہے اور وہ اس کی مستحق نہیں کیونکہ باری کسی اور کی ہے، اور اگر وہ زیادہ دیر رہے تو قضاء کریگا " انتہی

دیکھیں: المغنی (7 / 234) اختصار کے ساتھ.

اس بنا پر اگر خاوند باری کے علاوہ کسی اور بیوی کے گھر دن کے وقت جائے جیسا کہ آپ نے بیان کیا ہے کہ اس

بیوی پر مطمئن ہونے کے لیے اور حالات معلوم کرنے کے لیے تو اس میں خاوند پر کوئی گناہ نہیں، لیکن اسے وہ بغیر ضرورت زیادہ نہیں ٹھرنا چاہیے.

اور اگر رات کے وقت جائے تو بغیر ضرورت ایسا کرنا جائز نہیں مثلا دوسری بیوی زیادہ شدید مریض ہو یا پھر جس کی باری ہے اس سے اجازت لے کر جائے، اور اگر وہ اس کے پاس زیادہ دیر رہے تو اسے چاہیے کہ اس کی باری میں بھی رات کو اتنا وقت دوسری بیوی کے پاس بسر کرے.

واللہ اعلم .